اُردو (لازمی)

برائے

انٹرمیڈیٹ سال اول

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اُردو (لازمی)

گیارھویں جماعت کے لیے

پبلشر: نیو کالج پبلی کیشنز، کوئٹہ

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ

اپیل!

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ طلبہ کے لئے نصاب کے تحت معیاری درسی کتب کی تیاری پر مامور ہے۔ بورڈ اس سلسلے میں نامور ماہرین کی خدمات سے استفادہ کرتا ہے۔ اگرچہ کتابوں کے مواد اور معیار کو بہتر بنانے کے لئے مسلسل کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس کے باوجود بھی بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ غلطیوں کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس پس منظر میں گزارش ہے کہ ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ درسی کتب کے معیار کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

سید عارف شاہ شیرازی
چیئرمین
بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ
فون/فیکس نمبر: 081-2470501
ای میل: btbb_quetta@yahoo.com

جملہ حقوق بلوچستان بک بورڈ کوئٹہ محفوظ ہیں

منظور کردہ صوبائی محکمہ تعلیم حکومت بلوچستان کوئٹہ، بمطابق قومی نصاب 2006ء اور نیشنل ٹیکسٹ اینڈ لرننگ پالیسی 2007ء ڈائریکٹر بیورو آف کریکولم اینڈ ایکسٹینشن سینٹر بلوچستان کوئٹہ بحوالہ مراسلہ نمبر CB/05-1002 مورخہ 07 اکتوبر 2016ء۔ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ اور ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

نصابی کتاب ...... اُردو (لازمی) گیارہویں جماعت کے لیے

مرتبین ......(۱) پروفیسر حمید اللہ جلال زئی (ایم۔اے اُردو، یونیورسٹی آف پنجاب ۱۹۶۹ء)
سابق پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج لورالائی

(۲) شوکت ترین (ایم۔اے اُردو، ایم۔اے پشتو، ایم۔ایڈ)
ماہرِ مضمون گورنمنٹ کالج آف ایلیمنٹری ایجوکیشن لورالائی

مدیر ...... پروفیسر ڈاکٹر عرفان احمد بیگ (شعبہ اُردو تعمیر نو پبلک کالج کوئٹہ)

☆ انٹرنل ریویو کمیٹی

- پروفیسر اللہ داد خان نیازی
  پرنسپل اقراء ریذیڈنشل کالج کوئٹہ
- پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود خٹک
  صدر شعبہ اُردو یونیورسٹی آف بلوچستان کوئٹہ
- عبدالرازق اُلفت
  اسسٹنٹ پروفیسر (اُردو) گورنمنٹ سائنس کالج کوئٹہ
- بشریٰ تحسین
  سینئر ماہرِ مضمون گورنمنٹ کالج آف ایلیمنٹری ایجوکیشن (خواتین) پشین
- سید نائب جان آغا (ماہرِ مضمون وکوآرڈینیٹ آفیسر بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ)

☆ پراونشل ریویو کمیٹی

- گلاب خان مندوخیل
  (چیئرمین) ناظم تعلیمات، ادارۂ نصابیات کوئٹہ
- پروفیسر عبدالقیوم تارن
  اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج خانوزئی
- اسفندیار بادینی
  اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن کوئٹہ
- پروفیسر امجد حسین اعوان
  اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ انٹر کالج کچلاک
- پروفیسر زیب النساء لونی
  اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کوئٹہ کینٹ
- سید نائب جان آغا
  ماہرِ مضمون، ادارۂ نصابیات ومرکز توسیع کوئٹہ
- پروفیسر عبدالخالق بغلانی (اسسٹنٹ ڈائریکٹر (کوآرڈینیٹر) ادارۂ نصابیات ومرکز توسیع کوئٹہ

- لے آؤٹ :...... محمد امجد قادری
- تیار کردہ :...... نیو کالج پبلی کیشنز (رجسٹرڈ) کوئٹہ
- پبلشر: :...... نیو کالج پبلی کیشنز (رجسٹرڈ) کوئٹہ
- نگران طباعت :...... بہاؤالدین کاکڑ

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ نمبر
	حصہ نظم		
۱۷	حمد	ماہر القادری	۱۲۶
۱۸	نعت	محسن کاکوروی	۱۳۰
۱۹	انجام	نظیر اکبر آبادی	۱۳۴
۲۰	داستان۔ تیاری میں باغ کی	میر حسن	۱۳۹
۲۱	غربت	میر انیس	۱۴۴
۲۲	شہادت حضرت علی اصغرؓ	مرزا دبیر	۱۴۹
۲۳	مسلمانوں کا تابناک ماضی	مولانا حالی	۱۵۵
۲۴	قومی	اکبر الہ آبادی	۱۵۹
۲۵	شام	حفیظ جالندھری	۱۶۵
۲۶	ایبسٹریکٹ آرٹ	سید محمد جعفری	۱۷۰
۲۷	ریل کا سفر	سید ضمیر جعفری	۱۷۴
۲۸	گل بہار کالونی	مرزا محمود سرحدی	۱۷۸
	حصہ غزل		
غ	جس سر کو آج غرور ہے یاں تاجوری کا	میر تقی میرؔ	۱۸۲
غ	تھا عشق مجھے طالبِ دیدار ہوا میں	میر تقی میرؔ	۱۸۳
غ	ہر اِک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	مرزا غالبؔ	۱۸۷
غ	ہے بس کہ ہر اِک اُن کے اشارے میں نشاں اور	مرزا غالبؔ	۱۸۸
غ	فرصت زندگی بہت کم ہے	میر دردؔ	۱۹۲
غ	نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لے کر	غلام ہمدانی مصحفیؔ	۱۹۸
غ	اِن آنکھوں نے کیا کیا تماشہ نہ دیکھا	مرزا داغؔ	۲۰۳
	فرہنگ		۲۰۶

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف
	حصہ نثر	
۱	نظریہ پاکستان	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان
۲	گزرا ہوا زمانہ	سر سید احمد خان
۳	نئ دہلی کی ایک تعمیر	مولوی محمد ذکاء اللہ
۴	ادب کیا ہے	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ
۵	تنقید میں توازن	ڈاکٹر عبادت بریلوی
۶	آبادی اور منصوبہ بندی	مولفین
	ناول	
۷	تباہی، تباہی، تباہی	رتن ناتھ سرشار
۸	آنگن	خدیجہ مستور
	ڈرامہ	
۹	رستم وسہراب	آغا حشر کاشمیری
۱۰	مرزا غالب بندر روڈ پر	خواجہ معین الدین
	سفر نامہ	
۱۱	چلتے ہو تو چین کو چلیئے	ابنِ انشاء
۱۲	بابل کے کھنڈرات	جمیل الدین عالی
	مکاتیب	
۱۳	خطوط غالب	مرزا غالب
۱۴	مکاتیبِ اقبال	علامہ اقبال
	پاکستانی ادب	
۱۵	کلام مست توکلی	ترجمہ: ڈاکٹر شاہ محمد مری
۱۶	نیکی و بدی	سید عابد شاہ عابد

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

(حالاتِ زندگی)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ۱۹۱۲ء کو گلاب خان کے ہاں جبل پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ ایم۔اے اُردو، ایم۔اے فارسی، ایل ایل بی اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تدریس کے پیشے سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۸ء ناگ پور یونیورسٹی میں شعبہ اُردو کے صدر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آئے اور جامعہ کراچی کے شعبہ اُردو سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۶ء میں سندھ یونیورسٹی جام شورو میں صدر شعبہ اُردو بنے اور ۱۹۷۶ء میں ملازمت سے سبکدوشی تک اس عہدے پر فائز رہے۔ بعد ازاں اسی یونیورسٹی میں وائس چانسلر تعینات ہوئے۔

تمام عمر اُردو سے وابستہ ہو کر ادب کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ کے متعدد مضامین آپ کی اسلام اور وطن سے محبت کے غماز ہیں۔ علم و ادب کے فروغ میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ان کی درجنوں تصانیف آئندہ لکھنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی۔ ان کی علمی اور ادبی خدمات کے علاوہ ان کے روحانی فیض سے بھی اہلِ وطن مستفید ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

اُردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں آپ کی تحقیقی و تنقیدی تصانیف کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ حالی کا ذہنی ارتقاء، علمی نقوش، فارسی پر اُردو اثر، ادبی جائزے، تحریر و تقریر، ترجمہ قرآن پاک مخدوم نوح ہالائی، دیوان روشن، حضرت مجدد الف ثانی، گلشن وحدت، مکتوبات سیفیہ، مکتوبات معصومیہ، اقبال اور قرآن، معارف اقبال، ہسٹری آف بہرام شاہ (انگریزی)، برصغیر پاک و ہند میں فارسی ادب (انگریزی)، ثقافتی اُردو قابلِ ذکر ہیں۔ آپ نے ۲۰۰۵ء میں حیدر آباد (سندھ) میں وفات پائی۔

نظریۂ پاکستان

(ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو نظریۂ پاکستان سے روشناس کروانا۔
- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے اسلوب نثر سے متعارف کروانا۔

الفاظ و تراکیب

باہمی اتفاق	انتشار	مفاہمت	عناد	شُدھی
ترویج و اشاعت	رواداری	زک	فریب	سنگھٹن

مسلمانوں نے ہمیشہ رواداری کو اپنا شیوہ بنایا ہے لیکن جب کفر و الحاد اپنا غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسلمان اس کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بادشاہ اکبر کی بے جا رواداری اور ملکی سیاست میں ہندوؤں کے عمل دخل کی وجہ سے ملک میں کافرانہ طور طریقے اس قدر رائج ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کی آزادی خود اس کے دینی معاملات میں بھی ختم ہو گئی تھی۔ چنانچہ اکبر کے آخری دور میں اسلام کی سربلندی کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ کھڑے ہوئے۔ آپ نے جہانگیر کے زمانے میں محض دین کی خاطر قید و بند کی سختیاں جھیلیں اور اسلامی قدروں کو نئے سرے سے فروغ دیا۔ اس کے اثر سے شاہ جہاں اور اس کے بعد اس کا بیٹا اورنگ زیب، دین کا خادم بنا، لیکن اورنگ زیب کے بعد ہی اس کے بیٹوں کے باہمی نفاق اور کمزوری کی وجہ سے مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔ مرہٹوں اور ہندوؤں کے کئی گروہوں نے سر اٹھایا۔ انگریزوں نے اپنے قدم جمائے اور ملک میں انتشار پھیل گیا لیکن ایسے گئے گزرے حالات میں بھی قوم کو فروغ دینے اور اسلام کو سربلند کرنے کے لیے کوششیں جاری رہیں۔ چنانچہ میسور کے سلطان حیدر علی اور اس کے بیٹے سلطان ٹیپو نے نہ صرف ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا بلکہ افغانستان، ترکی اور پھر فرانس کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی لیکن ملک کے دوسرے سرداروں نے ساتھ نہیں دیا اور انھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اسی زمانے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے صاحبزادوں نے مسلمانوں کی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کی تحریک شروع کی پھر ان کے پوتے شاہ اسماعیلؒ نے اپنے مرشد سید احمد بریلویؒ کے ساتھ اسلامی اصولوں کو دوبارہ رائج کرنے اور ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کی کوشش میں ۱۸۳۱ء میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ تاہم انھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں نے پھر اپنے قدم جمانے کی کوشش کی لیکن انگریزی اقتدار مستحکم ہو چکا تھا۔ اس لیے انھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ اس زمانے میں سرسید نے مجبوراً

انگریزوں سے مفاہمت کو غنیمت جانا اور مسلمان قوم کی اخلاقی اور تہذیبی اصلاح پر توجہ دی اور ان کے دلوں سے احساس کمتری کو دور کرنے کی کوشش بھی کی۔ ۱۸۸۵ء میں ہندوؤں نے کانگریس کی بنیاد ڈالی اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ملک کی تمام قوموں کو ان کے حقوق دلوائیں گے۔ لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ صرف اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ان کے کاروبار سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی اور وہ سرکاری ملازمتوں پر بھی قابض ہو گئے۔ نیز انھوں نے مسلمانوں کی مشترکہ زبان اُردو کے مقابلے میں ہندی کو قائم کر دیا۔ سرسید نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی اس کانگریس اور ان کی سیاست سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی اور ان کے ایک دوست مولانا محمد قاسمؒ نے دیوبند میں مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ پھر سرسید کے ایک رفیق نواب وقار الملک نے ۱۹۰۶ء میں کل ہند مسلم لیگ کے نام سے مسلمانوں کی ایک الگ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ یہ تنظیم ڈھاکے میں قائم ہوئی تھی جہاں ہندوؤں نے سازش کر کے مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لیے مشرقی بنگال اور آسام کا وہ صوبہ جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی ختم کرا دیا اور ۱۹۱۱ء میں اسی علاقے کو پھر بنگال میں شامل کرا دیا۔

اسی زمانے میں پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی، جس میں انگریز کا مقابلہ جرمنی سے ہوا اور ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ ہندوستان کے مسلمان چونکہ ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کرنے کی وجہ سے خلیفۂ اسلام سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے مالی اور طبی امداد بہم پہنچائی۔ جس کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے عناد پیدا ہو گیا۔ لیکن انھوں نے یہاں کے مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا کہ ہمیں اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی تو ہم کسی طرح بھی ترکی کو مزید نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ یہ وعدہ محض فریب تھا۔ چنانچہ جب انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے اور انھوں نے ترکی کی وسیع سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ یہاں کے مسلمانوں کو فریب کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور انھوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علیؒ کی رہنمائی میں تحریک خلافت شروع کی۔ لیکن اسی زمانے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے شُدھی کی تحریک شروع کی اور ان کو ختم کرنے کے لیے سنگھٹن کی تحریک بھی شروع کی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں کانگریس نے جو نہرو رپورٹ شائع کی۔ اس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ نمائندگی کا اصول جو وہ بارہ سال پہلے تسلیم کر چکی تھی، بالکل نظر انداز کر دیا۔ پھر تو مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور انھیں یقین ہو گیا کہ چونکہ ان کا دین، ان کی تہذیب اور ان کی معاشرت سب کچھ غیر مسلموں سے مختلف ہے، اس لیے کسی حالت میں ہندوؤں سے تعاون نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے الٰہ آباد والے اجلاس میں علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن (پاکستان) بنانے کی تجویز پیش کی۔ چار سال کے بعد جب قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی صدارت کا عہدہ مستقل طور پر قبول کیا تو انھوں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع

کر دی۔ آخر کار ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو انھوں نے لاہور کے اجلاس میں واضح طور پر اعلان کر دیا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں ایک آزاد مسلم ریاست قائم کی جائے۔ اس اعلان کو ''قراردادِ پاکستان'' کہتے ہیں۔ جس کی رو سے مسلمانوں کی آزاد اور خود مختار حکومت قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا میں قومیت کی تشکیل کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک وہ جو مغربی مفکرین نے قائم کی ہے، دوسری وہ جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی قائم کی ہوئی ہے۔ اہلِ مغرب نے خاندانی، نسلی اور قبائلی بنیادوں میں ذرا وسعت پیدا کر کے قومیت کی بنیاد جغرافیائی حدود پر استوار کیں اور کہا کہ قوم وطن سے بنتی ہے۔ اس نظریے کی وجہ سے دنیا کے انسانوں کے درمیان تباہی کا جو دروازہ کھلا وہ دو عالمی جنگوں کے ہونے سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہ وطنی قومیت ہی کی بنیاد پر لڑی گئی تھیں اور یہ وطنی قومیت جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو تحفظ دینے میں تو بالکل ہی ناکام تھی کیونکہ جنوبی ایشیا کے مسلمان اس نظریے کے تحت ایک مجبور اقلیت بن جاتے۔

قومیت کی دوسری بنیاد وہ ہے جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ملت اسلامیہ کی تشکیل کرتے وقت قائم فرمائی اور جو مغرب کے تصور قومیت سے جدا ہے، جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے بھی فرمایا ہے:

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی ﷺ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

مسلمانوں کی قومیت ایک نظریاتی قومیت ہے جو لا الہ الا اللہ پر قائم ہے، یعنی یہ کہ نسل، رنگ اور وطن کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک نظریے، ایک عقیدے، ایک کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ اس نظریاتی پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے اسے ملت کہا گیا ہے۔ ایسی نظریاتی قومیت میں ہر نسل، ہر رنگ اور ہر جغرافیائی خطے کے لوگوں کے لیے جگہ ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو جن میں ہر نسل، ہر رنگ اور مختلف جغرافیائی خطوں کے لوگ شامل تھے، ایک ایسی قوم کے ماتحت اقلیت بن کر رہنا منظور نہ تھا جو اسلامی قومیت کے برعکس ذات پات، چھوت چھات اور بت پرستی کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی جداگانہ قومیت یعنی اسلامی قومیت کی بنیاد پر اپنے لیے ایک جدا

وطن کا مطالبہ کیا۔ جس میں وہ اپنے عقیدے، اپنے نظریۂ زندگی، اپنے طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کر کے اپنے مستقبل کو سنوار سکیں۔

ہمیں اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نظریۂ پاکستان میں اسلامی زندگی اور قدروں کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اخوت، مساوات، عدل، دیانت، انسانی ہمدردی اور عظمتِ کردار کے بغیر نظریۂ پاکستان کو فروغ نہیں ہوسکتا۔ نظریۂ پاکستان کا مقصد محض ایک حکومت قائم کرنا نہیں تھا کیونکہ مسلمانوں کی حکومتیں ایشیا اور افریقہ میں پہلے سے موجود تھیں۔ نظریۂ پاکستان کا مقصد اسلامی اصولوں کی ترویج و اشاعت اور اہلِ عالم کے لیے مثالی مملکت کا نمونہ فراہم کرنا ہے۔

پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہندوؤں کو بہت ناگوار گزرا۔ انھوں نے پوری کوشش کی کہ یہ مملکت قائم نہ ہونے پائے۔ ان کے پاس دولت اور طاقت تھی۔ جنوبی ایشیا میں ان کی اکثریت تھی لیکن چونکہ قیامِ پاکستان کا مطالبہ حق اور انصاف پر مبنی تھا اس لیے حکومت برطانیہ کو مجبور ہونا پڑا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کی پُرخلوص قیادت، مسلمانوں کے یقین، اتحاد اور عمل پیہم کی وجہ سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

پاکستان نے اپنے قیام سے اب تک بڑی ترقی کی ہے اور اس کا شمار دنیا کے اہم ملکوں میں ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان اور زیادہ ترقی کرے اور ہمیشہ ترقی کرے تو ہمیں نظریۂ پاکستان کو ہر وقت پیش نظر رکھنا پڑے گا۔ اس کی بدولت ہم پاکستان کو زیادہ مستحکم اور شاندار بنا سکتے ہیں۔

نظریۂ پاکستان کا مقصد پاکستان کو ایک اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا ہے۔ ہمیں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ ہمارا جینا اور مرنا پاکستان کے لیے ہونا چاہیے۔ قومی مفاد کے سامنے ذاتی مفاد کو دل سے نکال دینا چاہیے۔ ہر قسم کی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر تمام پاکستانیوں کی فلاح و بہبود کی کوشش کرنا نظریۂ پاکستان کو فروغ دینا ہے۔ اگر ہم نے نظریۂ پاکستان کو پیش نظر رکھا اور اپنی سیرت اور کردار کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی تو دنیا کی دوسری قوموں میں بھی ہمیں امتیاز حاصل ہوگا اور ہم اسلامی اصولوں کی روشنی میں پاکستان کو توانا، مستحکم، شاندار اور پُرعظمت بنانے میں پوری طرح کامیاب ہونگے۔ انشاء اللہ

(گلشن وحدت)

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) اکبر بادشاہ کی بے جا رواداری کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

ب) دنیا میں قومیت کی تشکیل کی دو بنیادیں کونسی ہیں؟

ج) سرسید احمد خان نے انگریزوں سے مفاہمت کیوں کی؟

د) پہلی جنگِ عظیم میں مسلمانوں نے ترکی کا ساتھ کیوں دیا؟

ہ) نہرو رپورٹ کا مسلمانوں پر کیا اثر ہوا؟

و) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے مطابق ملت کی بنیاد کیا ہے؟

ز) نظریۂ پاکستان کا مقصد کیا تھا؟

۲۔ متن کی روشنی میں درست جواب کا انتخاب کریں۔

الف) مسلمانوں کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے:

(i) عدل وانصاف (ii) خدمت

(iii) عبادت (iv) رواداری

ب) سلطان حیدر علی اور سلطان ٹیپو کی انگریزوں کے خلاف ناکامی کی وجہ:

(i) اسلحہ نہ ہونا (ii) فوج نہ ہونا

(iii) سرداروں کا ساتھ نہ دینا (iv) نااتفاقی

ج) کانگریس کا قیام عمل میں آیا:

(i) ۱۸۸۰ء (ii) ۱۸۸۲ء

(iii) ۱۸۸۳ء (iv) ۱۸۸۵ء

د) اہلِ مغرب نے قومیت کی بنیادیں حدود پر استوار کیں:

(i) جغرافیائی (ii) لسانی

(iii) نسلی (iv) مذہبی

ہ) نظریۂ پاکستان میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے:

(i) اسلامی زندگی اور قدریں (ii) انسانی ہمدردی

(iii) اخوت اور مساوات (iv) اتحاد و یکجہتی

۳۔ اس سبق کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں لکھیں۔

۴۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درست کی نشاندہی علامت (✓) سے اور غلط کی علامت (✗) سے کریں۔

الف) شاہ اسماعیلؒ، سید احمد بریلویؒ کے مرشد تھے:

ب) مسلم لیگ کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں رکھی گئی۔

ج) پہلی جنگِ عظیم میں ترکی کا ساتھ دینے پر حکومت برطانیہ کی مسلمانوں سے دوستی بڑھ گئی:

د) تحریک خلافت نواب وقار الملک کی رہنمائی میں شروع کی گئی۔

ہ) نظریۂ پاکستان کا مقصد اسلامی اصولوں کی ترویج و اشاعت ہے۔

۵۔ متن کو مدنظر رکھتے ہوئے خالی جگہ میں درست لفظ لکھیں۔

الف) مسلم لیگ .... میں قائم ہوئی تھی۔ (کراچی۔ دہلی۔ ڈھاکہ)

ب) ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے اجلاس میں پاس ہونے والی قرارداد.............. کہلاتی ہے۔

(قراردادِ مقاصد۔ قراردادِ پاکستان۔ قراردادِ برصغیر)

ج) پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہندوؤں کو بہت .... گزرا۔

(ناگوار ۔ خوش گوار ۔ پسندیدہ)

د) جنوبی ایشیا میں آبادی کے لحاظ سے.............. زیادہ تھے۔ (مسلمان۔ عیسائی۔ ہندو)

ہ) ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے.............. تحریک شروع کی۔ (شدھی۔ سنگھٹن۔ خلافت)

۶۔ سیاق و سباق کے حوالے سے ذیل متن کی تشریح کیجئے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے.............. ایک مجبور اقلیت بن جاتے۔

۷۔ درج ذیل محاورات و تراکیب کو جملوں میں استعمال کریں۔

قدم جمانا۔ غلبہ حاصل کرنا۔ زِک پہنچانا۔ سر اٹھانا۔ عملی جامہ پہنانا۔

تلخیص نگاری تلخیص نگاری کو مختصر نویسی بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے (PRECIS) کہتے ہیں۔ کسی طویل عبارت، تقریر یا تحریر کو اس کی اصل طوالت سے کم کر کے بیان کرنا تلخیص نگاری کہلاتا ہے۔ مگر تلخیص میں اصل عبارت کے اہم نکات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ تلخیص عموماً اصل عبارت کا ایک تہائی ہوتی ہے اور اِسی کو تلخیص نگاری کہا جاتا ہے۔

سرگرمیاں

۱) اساتذہ کرام طلباء کو مختلف اقسام کی علمی تحریروں کے بارے میں بتا کر کالج کی لائبریری میں ان اقسام کی تحریروں کو تلاش کرنے میں مدد دیں۔
۲) اساتذہ کرام طلباء سے روزمرہ زندگی کے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں عمومی مضامین تحریر کروائیں۔

اشاراتِ سبق

۱۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ ہمیں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔
۲۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ ہمیں نظریۂ پاکستان کو پیش نظر رکھ کر اپنی سیرت اور کردار کی تعمیر کرنی چاہیے۔
۳۔ طلبہ کو مسلم قومیت اور مغربی قومیت کے درمیان فرق مثالوں کے ذریعے بتایا جائے۔
۴۔ طلبہ کو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی اسلوب نثر کی خصوصیات بتائی جائیں۔